USWA JOURNAL OF RESEARCH اُسوہ مجلّہ تحقیق
Volume, 04, Issue: 01(January- June 2024)
e-ISSN:2790-5535 p-ISSN:2958-0927
Website: https://uswa.com.pk/
Approved By HEC
In Y Category
HJRS HEC Journal Recognition System

پاکستانی الیکٹرانک میڈیا میں اسلامی لباس سے متعلق پیمرا قوانین اور دستور پاکستان کا تحقیقی جائزہ

A RESEARCH REVIEW OF PEMRA LAWS AND CONSTITUTION OF PAKISTAN ON ISLAMIC DRESS IN PAKISTANI ELECTRONIC MEDIA

Asghar Ali
PhD Scholar, MY University, Islamabad
Email: asgharmirza90@gmail.com
Ghulam Mehdi
MPhil Scholar, MY University, Islamabad

Abstract:
Clothing is a necessity as well as adornment of a person. People use clothing to avoid the extremes of cold and heat, Islam has also declared it the curtain (satr) while this law of Islam is not being followed nowadays as well. The main reason is the change of human thought which has come due to electronic media. In the 21st century, as technology has progressed in Pakistan as well as the rest of the world, the culture and values have also changed and the standard of decency is declining day by day. In such a situation, it's necessary to direct the concentration towards the Islamic provisions of the Constitution of Pakistan and the laws of PEMRA. So Hopefully Government and Law enforce authorities pay their attention in such situations.

Keywords: *Dressing, Islam, Media, PEMRA*

تمہید: لباس اور ستر پوشی ہر انسان کی فطری خواہش وضرورت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ ﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا ۖ وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ﴾[1] اے فرزندان آدم! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہارے شرم کے مقامات کو چھپائے اور تمہارے لئے آرائش (بھی) ہو اور سب سے بہترین لباس تو تقویٰ ہے۔

اس آیت شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ تمام بنی ادم کو مخاطب کر کے لباس ان کے لئے اپنی طرف سے بیش قیمت تحفہ اور عظیم نعمت قرار دیا ہے۔ اور لباس کے بنیادی فوائد بھی واضح کر دئے ہیں جو یہ ہیں۔ لباس اور ستر پوشی پر مہذب اور باشعور قوم کی بنیادی اور لازمی ضرورت اور ضابطہ حیات ہے۔ جس سے نہ صرف انسان ظاہری گرمی و سردی سے بچ سکتا ہے بلکہ روحانی اور معنوی لحاظ سے بھی اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ موجودہ بین الاقوامی میڈیا نے لباس میں بے حیائی کی حد تک جدت آئی ہے۔ جس کے نتیجے میں معاشرے سے اخلاقی اقدار دم توڑ رہے ہیں۔ جبکہ ایسے قوانین موجود ہیں جو ملبوسات کے حدود و قیود کو متعین کرتے ہیں۔

اس آرٹیکل میں اسلامی تصور لباس اور پیمرا اور دستور پاکستان کے اسلامی دفعات میں الیکٹرانک میڈیا کے لئے جو حدود و قیود متعین کئے گئے ہیں اس کا ایک تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔

اہمیت موضوع:

عصر حاضر میں تہذیب و تمدن اور ترقی و شائستگی کا معیار و مفہوم بدل چکا ہے۔ عصر حاضر میں جہاں اور بے شمار فتنے و خرافات نسل انسانی اور اسلامی اقدار کی پامالی اور امت مسلم کی آزمائش بن رہی ہیں وہاں لباس و ستر پوشی کے معاملے میں بھی انسانیت کا معیار بہت گر چکا ہے۔ شیطانی قوتیں اسی پہ صرف ہو رہی ہے کہ کسی طرح جدت پسندی کے نام پر بے لباسی اور مختصر لباس کے نت نئے انداز میں انسان کو مبتلا کر کے بے لباس کیا جائے، یہ کوئی نیا فتنہ و آزمائش نہیں بلکہ شیطان کی وہ کوشش و محنت ہے جو آغاز آدم سے ہی جاری ہے، جس کی طرف رب کائنات نے قرآن مجید میں پہلے ہی وضاحت کر کے مسلمانوں کو خبر دار کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا﴾ [۲]

اے اولاد آدم! شیطان تمہیں کہیں اس طرح نہ بہکا دے جس طرح تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا اور انہیں بے لباس کیا تا کہ ان کے شرم کے مقامات انہیں دکھائے۔

اس آیت کی رو سے خوب واضح ہوتا ہے کہ شیطانی فتنوں میں سے ایک فتنہ بے لباسی بھی ہے۔ جیسا کہ رسول اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق:

أَرَى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ [3]

میں تمہارے گھروں میں فتنوں کے واقع ہونے کے مقامات بارش ٹپکنے کے نشانات کی طرح (بکثرت اور واضح) دیکھ رہا ہوں۔

اسلام نے لباس اور اس کے حدود قیود کی پاسداری کا سختی سے حکم دیا دور جاہلیت میں چونکہ پردہ کا رواج نہ تھا اور اسلام کے ابتدائی ایام میں بھی حجاب اور پردے کا خاص رواج نہ تھا اسی لئے لوگ امہات المومنین کو دیکھتے بھی تھے اور پہچانتے بھی تھے۔ جیسا کہ واقعہ افک میں صفوان بن جمل نے حضرت عائشہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کیونکہ حکم حجاب سے قبل انہوں نے آپ کو دیکھا ہوا تھا۔ [4] لیکن حکم حجاب کے بعد امہات المومنین پردہ کیا کرتی تھیں۔

حضور رسول اکرم ﷺ نے اصحاب کرام کو بھی حکم دیا کہ وہ اپنی بیویوں کے پردے سے متعلق احتیاط کرے۔ چنانچہ صحابی رسول دِحیہ بن خلیفہ کلبی سے منقول ہے کہ مجھے رسول اکرم ﷺ نے مجھے ایک کپڑا دیا اور فرمایا: "اس کے دو ٹکڑے کرو۔ ایک سے قمیص بنالو دوسرا اپنی بیوی کو دیدو تا کہ وہ اس کا دوپٹہ بنائے"۔ جناب دحیہ جانے لگے تو رسالتمآب ﷺ نے فرمایا:

وَأْمُرِ امْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهُ ثَوْبًا لَا يَصِفُهَا [5]

اپنی بیوی کو حکم دو کہ اس کے نیچے کپڑا لگالے تا کہ یہ دوپٹہ پہن کر اس کے بال ظاہر نہ ہوں۔

رسول اکرم ﷺ نامکمل، باریک یا چست لباس پہننے والی خواتین سے ناراحتی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اسماء بنت ابو بکر رسول خدا ﷺ کے حضور اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ انہوں نے باریک کپڑا پہنا ہوا تھا، رسول اکرم ﷺ نے ان سے اپنا چہرہ انور موڑ لیا اور فرمایا:

يَا أَسْمَاءُ، إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا [6]

اے اسماء جب عورت حد بلوغت کو پہنچے تو اس کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے مگر ان اعضاء کے۔ (آپؐ نے اپنے چہرہ مبارک اور دونوں ہاتھوں کی طرف اشارہ فرمایا)۔

لہذا مومن عورتوں کے لئے مناسب نہیں کہ ایسے باریک اور غیر ساتر لباس پہنے جس سے اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے۔ حضرت عائشہ کے پاس کچھ تمیمی خواتین باریک لباس میں آئیں تو آپ نے ان سے کہا کہ اگر تم مومن عورتیں ہو تو سنو یہ ایمان والی عورتوں کا لباس نہیں ہے۔[۷]

اسی طرح حضرت عائشہ کے پاس ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمن باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ نے وہ دوپٹہ پھاڑ دیا اور ایک موٹا دوپٹہ پہنا دیا۔[۸]

حضرت عائشہ نے صرف ایک باریک دوپٹہ اپنی بھتیجی کے سر پر دیکھا تو غصہ میں آکر اسے پھاڑ دیا اور غضب ہوئیں۔ آج اس نبی کا کلمہ پڑھنے والی اور اسلام سے رشتہ جوڑنے والی خواتین باریک دوپٹہ رکھنا تو دور کی بات ہے ان کے سر سے دوپٹہ ہی غائب ہو چکا ہے۔ سر بازار حواء کی بیٹیاں اپنے اجزائے بدن کی نمائش کرتی ہیں اپنے جسم کا انگ انگ زمانے کو نظارا کرتی پھر رہی ہیں۔ شادیوں میں ایسے ملبوسات پہن کر سر عام لوگوں کے سامنے جاتی ہیں جس سے ان کے بدن کے آدھے سے زیادہ حصہ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ کہیں قمیص کے بازو غائب ہوتے ہیں تو کہیں گلا کشادہ رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایسے ملبوسات بھی کبھی ساتر نہیں بن سکتے جو ظاہراً جسم کو ڈھک بھی لے لیکن اس سے جسم کے اندر کی رنگت نظر آجائے یا اس قدر چست اور کسا ہوا (Fitting) ہو جس سے اعضاء ستر کی بناوٹ نمایاں ہو جاتی ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے ایسی خواتین کو حدیث مبارکہ میں کاسیات عاریات سے تعبیر فرمائی ہے:

نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ --- لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا[۹]

وہ عورتیں جو ملبوس ہونے کے باوجود عریاں ہوتی ہیں، جو دوسروں کو اپنی طرف اور خود دوسروں کی طرف مائل ہوتی ہیں وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی جنت کی خوشبو سونگھ سکتی ہیں۔ جبکہ جنت کی خوشبو فلاں مسافت تک آئے گی۔ کچھ روایات میں ذکر ہے کہ خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک آئے گی۔

کاسیات یعنی ملبوس خواتین کو عاریات یعنی عریان اور بے لباس خواتین سے تعبیر کیا گویا یہ لباس پہن کر بھی حقیقت میں بے لباس ہی ہے۔ چنانچہ رسالتمآب ﷺ رات بیدار ہوتے اور آسمان کی طرف نظر کر کے فرماتے: یہ رات کتنے خزانے ظاہر کر رہی ہے؟ کیسے فتنے واقع ہو رہے ہیں؟ کتنی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس پہنے ہوئے ہیں، جبکہ آخرت میں ننگی ہونگی۔[10]

یہ وہی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس کو اہمیت نہیں دیتیں اور لباس کا مقصد اولی سے منحرف ہوتی ہیں جس سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔ جہاں خواتین خصوصاً گرمیوں کے ملبوسات کے نام پر بالکل نازک اور باریک کپڑے پہنا کرتی ہیں وہیں کچھ مغرب زدہ خواتین جینس اور ٹی شرٹ بھی آزادانہ پہن کر گھومتی ہیں جس میں ان کے اعضاء کی ساخت بڑی آسانی سے نظر آتی ہیں۔ چوڑی دار پاجامے بھی رائج ہوتے جارہے ہیں۔ خواتین کے پاجامے ٹخنوں سے اوپر رہتے ہیں اور ان کی پنڈلیاں نظر آرہی ہوتی ہیں، ہاتھوں کو کہنیوں تک کھلا رکھتی ہیں، گلا اس قدر کھلا ہوتا ہے کہ گردن اور سینہ نظر آرہا ہوتا ہے۔ ٹائٹس (تنگ پاجامے) پہن کر چاک کو لمبا رکھ لیتی ہیں جس سے جسم کی ساخت واضح ہو جاتی ہے۔ یہ ملبوسات غیر ساتر ہونے کے ساتھ ساتھ مہنگے داموں بھی خرید لئے جاتے ہیں۔

عصرِ حاضر فتنہ وفساد، اخلاقی پستی وتباہی، اسلامی اور مذہبی اقدار وروایات کی پامالی اور غلط کاری وبے راہ روی کا ہے، آج کل جہاں اور بہت سی خرابیاں اور خرافات نسلِ انسانی کی پستی کا سبب ہیں وہیں ستر پوشی اور لباس میں بھی انسانیت، حیوانیت سے ہم آہنگ ہے، شیطان اور اس کی ذریت اولادِ آدم اور بناتِ حوّاؑ کو برہنہ یا نیم برہنہ کرکے انسانیت کو شرمسار کرنے پر پوری طاقت وقوت صرف کررہی ہے، کبھی تہذیب وشائستگی اور ترقی وخوشحالی کے نام پر بناتِ حوا کو برہنہ یا نیم برہنہ حالت میں گلی، کوچوں، سڑکوں اور چوراہوں میں لے آتے ہیں اور کبھی آزادی نسواں کا خوش نما اور دلفریب نعرہ لگاکر پارکوں، نائٹ کلبوں، ہوٹلوں، کھیلوں کے میدانوں اور خصوصاً فلمی ڈراموں میں عورتوں اور خاص طور پر نوعمر بچیوں کو نیم عریاں نچاتے ہیں، کبھی اس شیطانی مشن کو "ترقی" کا لبادہ اڑھادیا جاتا ہے تو کبھی "روشن خیالی" سے موسوم کیا جاتا ہے؛ لیکن یہ انسان اور وہ بھی دین ومذہب کا پاسبان اس طاغوتی چال اور شیطانی جال کے دامِ فریب میں بڑی آسانی سے پھنس جاتا ہے، آج مغربی تہذیب وتمدن، بود وباش اور کاٹ چھانٹ کو نوجوان نسل خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں دوڑ کر اختیار کررہے ہیں، نوجوان لڑکیوں نے ان کی نقل کرتے ہوئے اپنے مستور جسم اور باپردہ بدن کو برملا کھول ڈالا، سر سے اوڑھنی اور دوپٹہ بالکل غائب ہوگیا، باقی لباس بھی یاتو پورے جسم کے لیے ساتر اور چھپانے والا ہی نہیں ہے دونوں ہاتھ اوپر تک کھلے ہوئے ہیں، دونوں پاؤں رانوں تک کھلے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ پیٹ اور پیٹھ بھی کھل گئے ہیں اور یا بہت زیادہ باریک لباس ہے، جس سے جسم چھپتا ہی نہیں؛ بلکہ صاف نظر آتا ہے ایسے لباس کا مقصد ستر پوشی نہیں محض زیب وزینت ہوتی ہے اور اگر لباس میں مذکورہ دونوں کمی نہ ہوں تو تیسری کمی اور نقص یہ ہے کہ وہ اتنا چست اور ٹائٹ ہوتا ہے کہ جس سے بدن کا نین ونقش، نشیب وفراز خوب ظاہر ہوتا ہے، ایسا لباس جس میں مذکورہ تینوں باتوں میں سے کوئی بھی ہو اس کو پہننے والی عورتوں پر اللہ کے نبی ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ ایسے میں ارباب اختیار کی توجہ ان

قوانین کی طرف مبذول کرانا ضروری ہے جن میں ذرائع ابلاغ خصوصا الیکٹرانک میڈیا پر ملبوسات اور اقدار اسلامی کی پاسداری کے لئے حدود و قیود متعین کئے گئے ہیں۔

لباس کا مفہوم:

لباس عربی زبان کا لفظ ہے اور وکذالک الملبس واللبس بالکسر" ملبس اور لبس" بھی اسی لباس کے ہی معنی میں آتے ہیں- لبوس، اللِبس، الملبس یہ سب "اللُبس" سے اشتقاق ہوا ہے۔ جس کا مطلب ہے مایلبس وہ چیز جو پہنی جائے۔[11]

جیسے لبست الثوب، اَلبس و لَبس[بالفتح]مصدر ہے جیسے لبست علیہ الامر۔اس کی جمع البسہ یالبس آتی ہے۔[12] اصل للبس ستر الشئی.[13]

جیسے ارشاد خداوندی ہے:﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾14

اے آدم کی اولاد! تمہارے لیے ہم نے لباس نازل کیا جو تمہارے مقاماتِ شرم کو چھپائے اور تمہارے لیے زینت (بھی) ہو اور سب سے بہترین لباس تو تقویٰ ہے۔

اصطلاحی مفہوم:

فقہاء اور محدثین نے لباس کو اس کے معنی حقیقی میں استعمال کیا ہے یعنی ہر وہ چیز جو انسان کے مقامات شرم اور جسم کو چھپائے، گرمی اور سردی سے بچائے۔ جیسے ابن عابدین در المختار میں لکھتے ہیں:

وَهُوَ مَا يَسْتُرُ الْعَوْرَةَ وَيَدْفَعُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ وَالْأَوْلَى كَوْنُهُ مِنْ الْقُطْنِ أَوْ الْكَتَّانِ أَوْ الصُّوفِ عَلَى وِفَاقِ السُّنَّةِ[15]

"جو مقامات شرم کو چھپائے، گرمی اور سردی سے بچائے اور سنت کے مطابق کپاس، کتان[السی] یا اون سے بنا ہو۔"

از روئے قرآن مجید بھی لباس کی یہی تعریف ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ ارشاد رب العزت ہے: ﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾16

" اے آدم کی اولاد! تمہارے لیے ہم نے لباس نازل کیا جو تمہارے مقاماتِ شرم کو چھپائے اور تمہارے لیے زینت (بھی) ہو اور سب سے بہترین لباس تو تقویٰ ہے۔"

لباس دیگر معانی لغویہ میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسے قرآن حمید میں عورت کو لباس سے تعبیر کیا۔ فرمایا:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾17

"وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

چونکہ زوجین ایک دوسرے کو قبیح افعال سے روکتے ہیں لہذا انہیں لباس سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسے راغب اصفہانی مفردات میں لکھتے ہیں:

"كل ما يغطى من الانسان عن قبيح، فجعل الزوج لزوجته لباسا من حيث انه يمنعهاويصدها عن تعاطى القبيح"[18]

لباس سے مراد ہر وہ چیز جو انسان کو قباحت سے روکے، پس [اللہ نے] زوج کو زوجہ کے لئے لباس قرار دیا اس طرح سے کہ اسے قبیح فعل سے روکتا ہے۔

لباس کی تاریخی حیثیت:

گذشتہ صفحات میں اس بات کی طرف اشارہ ہوا کہ انسانی تاریخ میں اولین تصور لباس قرآن مجید میں جس کا ذکر ہوا ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کا لباس ہے جو شجرہ ممنوعہ سے پھل چکھنے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اجسام سے اتار دئے۔ جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے:

فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ[19]

جب انہوں نے درخت کو چکھ لیا تو ان کے شرم کے مقامات ان کے لیے نمایاں ہو گئے اور وہ جنت کے پتے اپنے اوپر جوڑنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت کے ملبوسات اور ان کی خصوصیات کے بارے میں جابجا قرآن میں ذکر فرمایا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ لباس اور تاریخ بشر ساتھ ساتھ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی تو انہیں ساتھ ملبوسات سے بھی نوازا گیا۔ ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام اور جناب حوا کو جب بے لباس کیا گیا تو اپنے اوپر پتے جوڑنے لگے تا کہ جسم مستور رکھ سکیں۔

اب انسانی تاریخ کا اگر ہم مشاہدہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ محققین اس بات سے قاصر ہیں کہ کوئی حتمی تاریخ یا علاقہ کا تعین کر سکیں جہاں سے باقاعدہ لباس کا آغاز ہوا ہے لیکن کچھ آرکیالوجسٹ (Archeologist) اور انتھراپولوجسٹ (Antrhropologist) سمجھتے ہیں کہ ماقبل تاریخ جب انسان کی آبادی شروع ہوئی تب وہ لباس کے لئے موسمی حالات کے مطابق جانوروں کی کھال اور پودوں کے پتوں کا سہارا لیتے تھے۔ آہستہ آہستہ کھالوں اور پتوں کو ایک خاص انداز میں پہننے لگے اور ان کی مختلف شکلیں بنانے لگے۔[20]

ایک نظریہ یہ ملتا ہے کہ لباس کو مختلف وجوہات کے پیش نظر پہنے جانے لگے مثلاً: جادو کے استعمال کے لئے، تزئین و آرائش کے لئے اور وقار کے اظہار کے لئے۔ بعد میں آہستہ آہستہ حفاظتی طور پر عملاً استعمال کرنے لگے۔ کچھ شواہد کی بناء پر یہ بات سامنے آئی ہے کہ انسانوں نے ایک لاکھ سے پانچ سال پہلے کپڑے پہننا شروع کئے۔ ڈائڈ فلیکس نامی ۳۶۰۰۰ سال پرانا کپڑا جارجیا(Georgia) کے کسی ماقبل تاریخ غار سے ملا۔

ایک روسی آرکیالوجسٹس (Archeologist) نے ۱۹۸۸ میں کوسٹینکی روس (Kostenki Russia) کے علاقہ سے ۳۰۰۰۰ قبل مسیح پرانی سوئی دریافت کی جو کہ ہڈی اور اونٹ کے دانتوں سے بنی ہوئی تھی۔[21] اس سے یہ بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لباس کا خاص شکل میں مرتب کرنے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔

ایک بہت ہی نایاب اور مختلف قسم کا فلیکس فائبر Dzudzuana کے غار میں پایا گیا جو ہ Caucasus Georgia کے دامن میں ہے مختلف تاریخوں میں اس کو دیکھا گیا ہے۔[22] تاہم اس کی تاریخ کا علم نہ ہو سکا۔ اسی طرح مختلف تاریخوں میں مختلف قسم کے ملبوسات کی نشانیاں بر آمد ہوتی رہیں لیکن مؤرخین اور آرکیالوجسٹ اس بات کو حتمی شکل نہ دے سکے کہ باقاعدہ آغاز کس صدی میں ہوا اور کس نے کیا۔

تاہم دستیاب تاریخ کی رو سے پہلی چیز جس سے کپڑا بنانا شروع کیا وہ ٹیکسٹائل کا ان بُنا ہوا کپڑا تھا۔ اور پتھروں کے زمانے (Stonage) کے اواخر میں ٹیکسٹائل مڈل ایسٹ میں ظاہر ہوئے۔[23] اس طرح ہر علاقے اور کلچر کے لوگوں نے اپنے علاقے اور کلچر کے حساب سے سردی اور گرمی سے حفاظت کے لئے مختلف النوع ملبوسات پہننے لگے۔

ماقبل تاریخ انسان خاص کاموں کی شناخت کے لئے لباس پہننے لگے۔ مثلاً جادو کرنے والے اپنی مختلف شناخت کے لئے کندھے پر کوئی کھال کا ٹکڑا رکھتے تھے۔ پھر یہ علامتی لباس آہستہ آہستہ زندگی کے دیگر شعبوں میں استعمال ہونے لگا۔ بادشاہ کا الگ علامتی لباس ہوتا تھا غلام کے لئے الگ، مذہبی افراد کے لباس الگ ہوتے تھے تو کھیتوں میں کام کرنے والوں کے الگ۔[24] یوں بعد میں اس لباس کو مختلف مقاصد کے لئے مختلف طریقوں سے پہننا شروع کیا۔

ذرائع ابلاغ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:"

ابلاغ "کا لغوی مفہوم: ابلاغ کا مادہ "بَلَغَ ب-ل-غ" ہے اور لفظ بلغ (بلغ، یبلغ، البلغ) **فعل ثلاثی مجرد**[25] سے ہے۔ ابلاغ الف بمع کسرہ باب افعال[26] کا مصدر ہے اور ثلاثی مزید فیہ[27] سے ہے۔ جیسے أبلغ، یبلغ، إبلاغاً۔ اسی طرح ثلاثی مزید فیہ سے ہی باب تفعیل[28] کے وزن پر بھی آتا ہے۔ بلّغ-یبلّغ- تبلیغاً۔ ابلاغ، تبلیغ، البلاغ، البلغ، ہر صورت میں اس کا معنی ایک ہی ہے یعنی پیغام کی ترسیل۔[29]

ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ[30]

اے رسول! جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے۔

فرہنگ تلفظ میں شان الحق حقی نے اس کا مطلب پہنچانا، نشر کرنا، بکھیرنا اور پھیلانا کے لیا ہے۔[31] مصباح اللغات میں البلاغ کے معنی کسی چیز تک پہنچا ذکر کیا ہے۔[32] لغات القرآن میں بھی ابلاغ کا یہی معنی بیان ہوا ہے۔[33]

ابن منظور (متوفی ۱۳۱۱ھ) کے نزدیک اگر لفظ بلاغ کے "با" پر زبر ہو تو اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ چیز ہے جو قرآن و سنت تک ہم تک پہنچی ہے۔ دوسری قسم سے مراد میں صاحب تبلیغ ہیں یعنی مبلغ وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ہمیں تبلیغ کی یعنی صاحب تبلیغ۔[34]

ذرائع ابلاغ کی تقسیم:

اگرچہ ذرائع ابلاغ کی مختلف تقسیمات کی گئی ہیں لیکن دور جدید میں ہم ذرائع ابلاغ کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱۔ الیکٹرانک میڈیا ۲۔ پرنٹ میڈیا ۳۔ سوشل میڈیا

الیکٹرانک میڈیا میں ٹیلی ویژن اور اس سے متعلقہ امور شامل ہیں اور پرنٹ میڈیا میں اخبارات و جرائد وغیرہ اور سوشل میڈیا میں جدید سوشل نیٹ ورکینگ کے مختلف ذرائع جیسے یوٹیوب، انسٹاگرام، فیس بک، ٹویٹر وغیرہ شامل ہیں۔

ذرائع ابلاغ کے مقاصد:

نسل انسانی کی ابتداء یعنی ابوالبشر جناب آدم عَلَيْهِ السَّلَام کی تخلیق ہوئی اور اس دنیا کو باقاعدہ آباد کیا جارہا تھا، تب سے ہی دو قوتیں معرض وجود میں آئیں دونوں کے متضاد اور مخالف مقاصد تھے جس کا ابلاغ و اظہار تب سے اب تک جاری ہے۔

۱۔ الٰہی ابلاغ ۲۔ ابلیسی ابلاغ

انسانی تاریخ اب ان ہی دو ابلاغ کے مقاصد کے گرد گھومتی ہے۔ اللہ نے اس کائنات کو پہلے مبلغ اور ہادی دیا پھر نسل انسانی کو وجود دیا۔ تاکہ کوئی فرد الٰہی تبلیغ سے محروم نہ رہے۔ بعثت آدمؑ سے تاخاتم المرسلین ﷺ اور صحابہ کرام □، اہلبیتؑ اور آج کے دور میں مبلغین دین اسلام اسی الٰہی ابلاغ کے ساتھ متصل ہیں اور الٰہی پیغامات سے لوگوں کو بہرہ مند کرتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں جو ابلیسی مقاصد ابلاغ ہے وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام سے تاحال مختلف شکلوں میں موجود رہے ہیں۔

دستور پاکستان میں موجود اسلامی دفعات اور پیمرا کے ضابطہ اخلاق

ریاست پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر اور لا الہ الا اللہ کے عنوان کے تحت آزاد ہوا۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ اور تحریک پاکستان کے دیگر رہنماؤں نے ضرورت محسوس کی کہ ایک ہندو اکثریتی معاشرے میں مسلمانوں کے مذہبی اقدار اور آبائی روایات کی حفاظت کرنا مشکل ہو تا جارہا ہے۔ مسلمانوں کی شناخت ختم کی جارہی ہے اور انہیں زبردستی ہندو رسومات کے پابند کئے جارہے ہیں۔

ایسے میں قائد اعظمؒ نے تاریخ ساز "دو قومی نظریہ" پیش کیا۔ دو قومی نظریہ ہی در اصل نظریہ پاکستان تھی۔ یہ صرف دو زبانوں "ہندی" اور "اردو" کا نظریہ نہ تھا بلکہ "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ (۱) لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ (۲) وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ (۳)[35] "کی عملی تفسیر تھی۔

برطانوی اخبار ڈیلی ہیرالڈ سے گفتگو کرتے ہوئے قائد اعظم نے دو قومی نظریے کی اس طرح وضاحت کر دی:

"مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان خلیج اس قدر وسیع ہے کہ کبھی بھی علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ کیا آپ ان دونوں کو ایک چھت کے نیچے اکھٹا کر سکتے ہیں جو ایک چھت کے نیچے ساتھ کھانا کھانے کو تیار نہیں؟ ہندو گائے کی عبادت کرنا چاہتا ہے اور مسلم گائے کو کھانا چاہتا ہے۔ پھر مصالحت کس طرح ہو سکتی ہے؟"[36]

اس نظریہ کے تحت مسلمانوں نے جدوجہد کی اور بالآخر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ بمطابق ۲۷ رمضان المبارک کو دنیا کے نقشے پر "اسلامی جمہوریہ پاکستان" معرض وجود میں آیا جہاں مسلمان بآسانی اپنے مذہبی اقدار و روایات کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

جب اس مملکت کی قانون سازی کا مرحلہ آیا تو علمائے کرام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اس کے آئین اور دستورات کو عین اسلامی بنانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ اسی سلسلے میں ۲۳، ۲۲، ۲۱ جنوری ۱۹۵۲ کو سید سلیمان ندوی کی سربراہی میں تمام مکاتب فکر کے علماء نے متحد ہو کر دستور پاکستان کی بنیاد فراہم کیں اور اس میں اسلامی دفعات شامل کئے جو "۲۲ اسلامی نکات" کے نام سے مشہور ہوا، ان نکات کو آئین پاکستان کا حصہ بنایا گیا۔

موجودہ دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کی تمہید کا آغاز ہی اسی اسلامی نکتے سے ہوتا ہے کہ: "اس کائنات عالم کا حاکم مطلق اللہ تعالیٰ کی ذات بلاشرکت غیرے ہے، اور جمہور پاکستان کو اللہ کی مقرر کردہ حدود و قیود کے اندر جو اختیار حاصل ہو گا، وہ اس کی ایک مقدس امانت ہے"[37]

اس تمہید کے بعد ملک کے تمام تر قوانین کو شرعی حدود سے باہر نہیں بنائے جاسکتے۔ حاکم اعلیٰ کی عطا کردہ اختیار کو بطور امانت اسی کی خوشنودی کے لئے استعمال کرنا ضروری ہے۔

دستور پاکستان میں اسلامی اقدار و روایات اور قرآن و سنت کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کے دفعات بھی شامل ہیں لیکن بدقسمتی سے ان دفعات پر عمل درآمد کا سلسلہ روز بروز کم ہو رہا ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ نے پاکستانی معاشرے کو جس راستے پر چلایا ہے وہ راستہ جہاں اسلامی اقدار سے متصادم ہے وہیں قوانین پاکستان میں موجود اسلامی دفعات کا بھی منافی ہے۔

دستور پاکستان کے آرٹیکل ۳۱(۱) میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ:

"پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے عین مطابق کرنے کے لئے ایسے اقدامات اٹھائے جائیں گے جن سے وہ قرآن پاک اور سنت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارنے کا مطلب سمجھ سکیں۔"[38]

دستور پاکستان جن اسلامی بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے عین مطابق زندگی گزارنے کے لئے سہولیات فراہم کرنے کی ہدایت دیتا ہے ذرائع ابلاغ کو ریاست کا اہم ستون ہونے کے ناطے قرآن و سنت مطہرہ کا مبلغ

ہونا چاہئے اور دین مبین اسلام کے عین مطابق لباس کی نہ صرف رعایت رکھنی چاہئے بلکہ قرآن وسنت میں جو حدود مقرر ہوئے اس کو نافذ کرنے لئے بھی عملی اقدامات کرنے چاہئے۔

اسی طرح آرٹیکل ۳۱(۲)(الف) میں درج ہے:

"مملکت پاکستان کے مسلمانوں کے لئے قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینے کے لئے کوشش کرے گی۔"[39]

قرآن اور اسلامیات کی تعلیم سے مسلمان اسلام کے ذرین اصولوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر ایک مثبت معاشرے کی طرف گامزن ہوں گے۔ ہمارے میڈیا نے ان سنہری اصولوں کو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔

پہلے لوگوں کے دن کی ابتداء نماز و تلاوت قرآن سے ہوتی تھی۔ ایک دوسرے کو سلام کر کے گھر سے نکلتے تھے۔ عورتیں گھر کے اندر اور گھر کے باہر اپنے لباس کا خیال کرتی تھیں۔ باریک اور تنگ ملبوسات میں شرم وحیاء محسوس کرتی تھیں۔ اب یہ ساری باتیں قصہ پارینہ بن چکی ہیں دن کا آغاز ہی آدھے دن سے ہوتا ہے مرد عورت سارے نت نئے کپڑے پہن کر دفاتر نکلتے ہیں ایک دوسرے کو سلام کی جگہ ہائے اور بائے کر کے نکل جاتے ہیں۔

ایک اسلامی ریاست میں ٹیلی ویژن پر صبح سویرے قرآن و تفاسیر کے دروس کی بجائے مارننگ شوز میں موسیقی رقص اور فیشن ڈیزائننگ پر گھنٹوں پروگرامز ہوتے ہیں۔ جن میں آنے والی خواتین فحش ملبوسات میں ملبس ہوتی ہیں۔ گویا آئین پاکستان کے مذکورہ شق کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔

آئین پاکستان کے دفعہ ۳۱(ب) میں بھی اخلاقی حدود کی پابندی کو فروغ دینے کا حکم یوں درج ہے:

"مملکت اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دینے کی کوشش کرے گی"[40]

جبکہ پاکستانی ذرائع ابلاغ میں اخلاقی حدود کی پاسداری نظر نہیں آتی۔ ذرائع ابلاغ کے کسی بھی شعبے میں اخلاقی اقدار کا تحفظ نہیں ہے۔ بجائے اخلاقی اقدار کے معیار کو فروغ دے میڈیا بے لباسی اور نیم عریانی کی طرف گامزن ہے۔

آئین پاکستان نے اخلاق باختہ، فحش لٹریچر اور اشتہارات کے روک تھام کو قانونی حصہ قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے ارٹیکل ۳۷(ز) میں یوں درج ہے:

"مملکت جسم فروشی، جوا اور مضر ادویات کے استعمال، فحش لٹریچر اور اشتہارات کی چھاپ، نشر و اشاعت اور نمود و نمائش پر پابندی لگائے گی"[41]

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے ذرائع ابلاغ ان دستوروں پر عمل پیرا ہیں؟

کیا فحش لٹریچر کی نشر و اشاعت اور طباعت نہیں کی جاتی؟

کیا موبائل سے لیکر کولڈ ڈرنک اور شیمپو سے لیکر کریم تک کے اشتہارات میں ناچ گانے، نامکمل ملبوسات اور فحش مواد کا استعمال نہیں کئے جاتے؟

کیا ڈراموں میں غیر اخلاقی زبان اور غیر ساتر لباس کا استعمال نہیں ہوتا؟ کیا مارنینگ شوز اور ایوینینگ شوز میں مرد و کواتین مخلوط رقص نہیں کرتے؟ نامحرم ایک دوسرے سے گلے نہیں ملتے؟ کیا شوبز کے ایوارڈ شوز اخلاق باختہ مواد و ملبوسات پر مشتمل نہیں ہوتے؟ کیا یہ سب پورے ملک کے سامنے نہیں ہوتے؟

مندرجہ بالا دفعات کے علاوہ دستور پاکستان میں ایک حصہ "اسلامی احکام" کے نام سے مندرج ہے۔ جس کا پہلا دفعہ یوں ہے:

"تمام موجودہ قوانین کو قرآن پاک اور سنت میں منضبط اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا، جن کا اس حصے میں بطور اسلامی احکام حوالہ دیا گیا ہے، ایسا کوئی قانون وضع ہی نہیں کیا جائے گا جو مذکورہ احکام کے منافی ہو"۔[42]

آئین پاکستان نے اسلامی قوانین کی پاسداری کے لئے ۲۲ ممبرز پر مشتمل ایک آئینی ادارہ "اسلامی نظریاتی کونسل" تشکیل دی جس میں مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کی نمائندگی موجود ہوتی ہے۔ دستور پاکستان میں موجود کسی بھی اسلامی شق کو حذف کرنے یا اس میں کوئی اسلامی دفعہ کے اضافہ سے قبل یہ اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس چلا جاتا ہے یہ ادارہ تمام اسلامی پہلوؤں کا جائزہ لے کر مقننہ کے حوالے کرتا ہے پھر اسے قانونی حیثیت مل جاتی ہے۔

لہٰذا دستور پاکستان میں موجود شقیں جن میں قرآن و سنت کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کی کوششوں کا ذکر ہے ان کو باقاعدہ نافذ کر کے معاشرے کو درست سمت میں گامزن کیا جا سکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ نے لباس کے اندر جو خرابیاں رونما کی ہیں جس طرح عورتوں سر پر دوپٹہ رکھنا قصہ پارینا بن چکا، اب تو بازاروں، مارکیٹوں، تعلیمی اداروں اور شادیوں میں لباس کی جو زبوں حالی ہے اس کا تدارک آئین پاکستان کے

مذکورہ دفعات کو سنجیدگی سے نافذ العمل کر کے ہی ممکن ہے۔ ریاست پیمرا کے ضابطہ اخلاق میں ان دفعات کی روشنی میں تبدیلیاں لائیں تا کہ ذرائع ابلاغ اخلاقی و شرعی حدود کو پامال نہ کر سکے۔

پیمرا کا ضابطہ اخلاق:

پاکستان نے ۲۶ نومبر ۱۹۶۴ کو پاکستان ٹیلی ویژن کی نشریات کا باقاعدہ آغاز کر کے الیکٹرانک دنیا میں قدم رکھا۔ ریاست پاکستان نے ذرائع ابلاغ کی بہتری اور اصول و ضوابط مرتب کرنے کے لیے ۲۰۰۰ء میں جنرل پرویز مشرف کے دور میں ایک ادارہ تشکیل دیا جسے "پیمرا"[43] کا نام دیا۔ دستور پاکستان کے آرٹیکل ۱۹ (الف) بنیادی حقوق کے ضمن میں آئین پاکستان نے پیمرا کو یہ اختیارات دیئے کہ وہ ذرائع ابلاغ پر معلومات تعلیم اور تفریحی پروگرامز کے معیار کو بڑھائے۔ لوگوں تک خبریں معلومات عامہ مذہبی تعلیمات، آرٹ اور کلچر وغیرہ کے انتخابات کے لیے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرے۔

اسی طرح پیمرا تمام پرائیوٹ نشریاتی اداروں جو پاکستان میں آپریٹ ہوتے ہیں، سب کو ریگولائز اور سہولیات دینے کا پابند ہے۔ تمام ٹی وی چینلز، ایف ایم، کیبل نیٹ ورکس پیمرا کی زیر نگرانی ہی کام کر سکتے ہیں۔

اس ضمن میں پیمرا نے آرڈنین ۲۰۰۲ء جاری کیا پھر ۲۰۰۹ء میں ذرائع ابلاغ کے لیے ضابطہ بھی جاری کیا۔

پیمرا مجریہ ۲۰۰۹ء کا جدول (الف) نشریاتی جو ذرائع ابلاغ اور کیبل آپریٹرز کے لیے ضابطہ اخلاق پر مشتمل ہے۔

اس ضابطہ اخلاق میں دیگر قواعد و ضوابط کی طرح ملبوسات کے حوالے سے بھی عمومی ضوابط موجود ہے۔

جیسے جدول الف قاعدہ نمبر ا (ب) میں درج ہے کہ:

"کوئی چینل ایسا پروگرام نشر نہیں کرے گا جس میں کوئی عریان فحش یا غیر شائستہ مواد ہو یا جس سے عوام کے اخلاقیات / جذبات مجروح ہونے، ان میں بگاڑ پیدا ہونے یا ان میں بد چلنی پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔"[44]

ٹی وی چینلز اپنی ٹی آر پی[45] بڑھانے کے لیے عوامی جذبات کا بھرپور استعمال کرتے ہیں۔ شیطان فکر بھی یہی کہ شیطان انسان کو اسے جذبات اور احساسات کے ذریعے بھکتا ہے۔ شیطان ایسی چیزیں دکھاتا ہے جو اس کا نفس دیکھنا چاہتا ہے۔ پھر سادہ لوح عوام نفس کی پیروی میں اسی کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ پاکستانی میڈیا میں خواتین کو کم کپڑوں اور بیہودہ ملبوسات میں کروڑوں لوگوں کے سامنے نیلام کرنا گویا پیمرا کے قوانین کو سبوتاژ کرنا ہے۔

پیمرا کے قاعدہ نمبر ا (ط) میں بھی اس ضابطہ کو یوں درج کیا گیا ہے کہ:

"کوئی ایسا پروگرام نشر نہیں کیا جائے گا جو بنیادی، ثقافتی اقدار اور اخلاقیات اور شائستہ اطوار کے خلاف ہو۔"[46]

پاکستانی ذرائع ابلاغ میں ملبوسات میں پاکستانی ثقافت کی ترویج کم اور بین الاقوامی برانڈز کی مصنوعات کی مارکیٹنگ زیادہ کرتے نظر آتے ہیں۔ پینٹ شرٹ اور امپارٹڈ ملبوسات پہننے والے کو معزز شہری اور قمیص شلوار کو تیسرے درجے کے شہری کے طور پر دکھائے جاتے ہیں۔ اسی قاعدہ نمبر ا کے شق (ع) میں یہ ضابطہ درج ہے کہ:

"کوئی ایسا پروگرام نشر نہیں کیا جائے گا جو ایسے مواد پر مشتمل ہو جو نظریہ پاکستان اور اسلامی اقدار کے خلاف ہو۔"[47]

نظریہ پاکستان "لا إلہ إلا اللہ" اللہ کی حاکمیت اور اسی کی اطاعت ہی تو ہے۔ نظریہ پاکستان دراصل نظریہ اسلام ہے۔ دور حاضر میں ذرائع ابلاغ پر ہونے والے ناچ گانے، بے لباس کم لباسی، مخلوط محفلوں میں غیر اخلاقی مکالمے، اخلاق باختہ شوز، مرد کا خواتین سے گلے ملنا کیا یہ نظریہ پاکستان کے خلاف نہیں؟ پیمرا نے جس طرح پروگرام کے لیے قواعد بنائے ہیں اسی طرح اشتہارات کے لئے بھی قواعد بنائے ہیں۔

اشتہارات قاعدہ نمبر ۲ (ب) میں درج ہے کہ:

"ایسے اشتہارات کی اجازت نہیں دی جائے گی جو دستور پاکستان کے کسی بھی احکام یا فی الوقت نافذ العمل کسی بھی دوسرے قانون کے خلاف ہو۔"[48]

پاکستانی ذرائع ابلاغ پر چلنے والے اشتہارات خصوصاً شمپو، کریم، موبائل وغیرہ کے اشتہارات میں بے پردہ خواتین کو بطور خاص کاسٹ کیا جاتا ہے۔ پھر ناچ گانا یا ان کے نسوانی اعضاء کو فوکس کیا جاتا ہے جو نہ صرف پیمرا کے قاعدہ برائے اشتہارات ۲ (د)(ک) کے بر خلاف ہے، دستور پاکستان کے باب نہم کے بھی منافی ہے۔

اشتہارات کے قاعدہ نمبر ۲ (ک) کے مطابق:

"ایسا اشتہار چلانے کی اجازت نہ ہو گی جس میں غیر شائستہ بے ہودہ یا اشتعال انگیز موضوع رکھتا ہو۔"[49]

پاکستانی ذرائع ابلاغ پر چلنے والے ۹۰ فیصد اشتہارات غیر شائستہ یا بیہودہ اور اشتعال انگیز مواد پر مشتمل ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل "Igloo" اور "جوش" کے اشتہارات چلتے تھے پیمرا نے عوامی شکایات پر اس پر پابندی عائد کی۔[۵۰] جو ایک قابل تحسین اقدام ہے اسی طرح پیمرا کو چاہئے کہ اپنے قوانین نفاذ میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہ کرے۔ جو مواد اسلامی تعلیمات کے خلاف ہو یا جس سے معاشرے میں منفی سوچ پروان چڑھتا ہو ان پر پابندی عائد کرنی چاہیے اور ایسے قوانین بنائے جائیں جس میں بطور خاص پروگرام والے میزبانوں اور مہمانوں کے وضع قطع بہتر ہو۔

نتیجہ:

اس بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ آئین پاکستان اور پیمرا کے قوانین کی رو سے ذرائع ابلاغ اس بات کا پابند ہے کہ وہ اخلاق سے عاری، فحش مواد اور نظریہ پاکستان سے متصادم کسی بھی قسم کے پروگرام ٹی وی چینلز پر نشر نہ کرے۔ اسلامی اور مشرقی اقدار کی پاسداری کرے، اپنی ثقافت کا تحفظ کرے۔ اگر ٹی وی چینلز ان قوانین کی پاسداری نہیں کرتے ہیں تو پیمرا ان کے لائسینس منسوخ کرنا کا مجاز ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں فحاشی کی اشاعت، اخلاقی قدروں کی پامالی، آئین کے شقوں سے روگردانی، فحش پروگرامز اور اشتہارات کے فروغ پر کسی بھی میڈیا چینل کا لائسینس معطل نہیں ہوا۔ اگر حکومت پاکستان اس معاملے کو سنجیدگی سے نہ دیکھے تو میڈیا Progressive کے نام پر اس قدر ذہن سازی کرے گا کہ کچھ ہی عرصے بعد خواتین نیم عریان سر عام نکلنے کو عیب ہی تصور نہیں کیا جائے گا۔ حکومت کو چاہیئے کہ بے شک نئے ٹیکنالوجیز متعارف کرائے لیکن اسلامی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کو بھی یقینی بنائے۔

سفارشات:

۱۔ اسلامی تصور لباس کو اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں زیر بحث لایا جائے اور علاقائی اور ثقافتی ملبوسات کے علاوہ جو شرعی حدود و قیود ہیں ان کو واضح کیا جائے۔

۲۔ پارلیمنٹ میں ذرائع ابلاغ پر ملبوسات کے حدود و قیود کا بل پاس کیا جائے اور ذرائع ابلاغ کو اسلامی و مشرقی لباس کا پابند کیا جائے۔

۳۔ آئین پاکستان کے ان مندرجات پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے جن میں اسلامی احکام کے متعلق تفصیلات دی گئی ہیں۔

۴۔ پیمرا تمام چینلز کو پابند کرے کہ کسی قسم کی کوئی ایسی نشریات آن ائیر نہ کیا جائے جس میں کیمرے کے سامنے آنے والے افراد غیر اخلاقی ملبوسات میں ملبس ہو۔

۵۔ پیمرا تمام چینل مالکان کو اس بات کے پابند کرے کہ وہ اسلامی و مشرقی اقدار کی پاسداری کرے اور تمام تر نشریات میں اسلامی ملبوسات کو فروغ دے۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن:۲۶:۷۔

۲۔ القرآن۲۷:۷۔

۳۔ محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المظالم، باب الغرفۃ والعلیہ۔۔۔(مصر؛مطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۱ھ)، ۱۳۳:۳، رقم ۲۴۶۷۔

۴۔ عبدالرحمن جلال الدین سیوطی، **تفسیر در منثور**، ترجمہ پیر کرم شاہ الأزھری، (ضیاء القران پبلکیشنز، نومبر ۲۰۰۶ء)، ۷۸:۵۔

۵۔ حافظ ابی داؤد سلیمان بن اشعث، **سنن آبی داؤد** (بیروت؛ دار رسالۃ العالمیۃ، ۲۰۰۹م، طبع اولی)، ۲۰۴:۶، رقم ۴۱۱۶۔

۶۔ نفس مصدر، ج ۶:۱۹۸-۱۹۹۔ رقم ۴۱۰۴،

۷۔ محمد احمد اسماعیل المقدم، **عودۃ الحجاب** (مصر؛ دار القمۃ، ۲۰۰۴م، طبعۃ الثانیہ)، ۹۸:۳۔

۸۔ محمد بن سعد معروف بابن سعد، **الطبقات الکبری** (بیروت؛ دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۹۰م، طبع اولی)، ۵۶:۸۔

۹۔ مسلم بن حجاج نیشاپوری، **الجامع الصحیح**، ت محمد فؤاد عبد الباقي (بیروت؛ دار احیاء التراث العربی)، ۱۹۲:۴، رقم ۲۸۵۶۔

10۔ بخاري، صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ماکان النبی من اللباس والبسط، ۴۴۳:۷، رقم ۵۸۴۶۔

11۔ محمد بن مکرم ابن منظور افریقی، لسان العرب (بیروت؛ دار صادر، طبع اولیٰ، ۲۰۰۰ء)، ۱۶۱:۳۔

12۔ محمد بن یعقوب فیروز آبادی، قاموس المحیط (بیروت؛ دار احیاء التراث العربی)، ۳۶۲:۲۔

13۔ حسین بن محمد راغب اصفهانی، المفردات فی غریب القرآن (بیروت؛ دار المعرفہ، ۲۰۰۸ء) ۴۴۷۔

14۔ القرآن۷:۲۶۔

15۔ محمد امین ابن عابدین، الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین رد المحتار، تحقیق عادل احمد عبد الموجود وعلی محمد معوض (ریاض؛ دار عالم الکتب، ۲۰۰۳ء) ۹
:۵۰۵۔

16۔ القرآن ۲۶:۷۔

17۔ القرآن۷ ۱۸۷:۲۔

18۔ راغب اصفهانی، المفردات فی غریب القرآن، ۴۴۷۔

19۔ القرآن ۲۲:۷۔

20. https://www.textileschool.com/4639/origin-of-clothing.

21. Liubov Ben-Noun (Nun), **THE ROOTS OF CLOTHING FROM ANCIENT TIMES TO THE PRESENT** (ISRAEL; B. N. Publication House),12.

22. DO.

23. http://www.historyofclothing.com.

24. http://www.historyofclothing.com.

25۔ ثلاثی مجرد، یہ عربی گرائمر کی مبادیات میں سے ہے۔ اس کا مطلب ہے جس کے ماضی کے صیغہ واحد مذکر غائب مین حروف اصل کے علاوہ کوئی اور حرف نہ ہو۔

26۔ باب افعال، معنی ہے جانکاری فراہم کرنا اس باب میں کسی کام کو ایک مرتبہ کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔

27۔ ثلاثی مزید فیہ، سے مراد تین حرفی مادہ کا ایسا فعل جس کے اصلی تین حروف کے ساتھ کسی حرف یا حروف کا اضافہ ہو۔

28۔ باب تفعیل، یہ بھی معلومات کی فراہمی اور علم کی ترسیل کے معنی میں آتا ہے۔ اس میں کسی کام کو بتدریج یا کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔

29۔ راغب اصفہانی، **المفردات فی غریب القرآن**، ۴۵۰۔

30۔ القرآن ۵:٦٧۔

31۔ شان الحق حقی، **فرہنگ تلفظ** (اسلام آباد؛ مقتدرہ قومی زبان، س ن)، ۵۔

32۔ عبد الحفیظ بلیلاوی، **مصباح اللغات** (لاہور؛ مکتبۃ قدوسیہ، جولائی ۱۹۹۹ء)، ۴۷۔

33۔ مولانا عبد الرشید نعمانی, **لغات القرآن** (لاہور؛ مکتبہ حسن سہیل، س ن)، ۱:۱۰۔

34۔ ابن منظور، **لسان العرب**، (قاہرہ؛ دار المعارف، س،ن)، ۱۰-۱۱۔

۳۵۔ القرآن ۱۰۹:۱-۳۔

36. Daily Herald of London, 14 aug 1924.

37۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان، ۱۔

38۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان، ۱۷۔

39۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان، ۱۷۔

40۔ حوالنفس مصدر۔

41۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، تمہید۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان، ۱۸۔

42۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور، حصہ نہم، اسلامی احکام، آرٹیکل ۲۲۷ (۱)۔ ترمیم شدہ ۲۸ فروری ۲۰۱۲، قومی اسمبلی پاکستان۔

43۔ پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی۔

44۔ ضابطہ اخلاق پروگرام، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ۱۴۔

45۔ ٹیلی ویژن ریٹینگ پوائنٹ۔

46۔ ضابطہ اخلاق پروگرام، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ۱۴۔

47۔ ضابطہ اخلاق پروگرام، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ۱۵۔

48۔ ضابطہ اخلاق اشتہارات، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ۱۵۔

49۔ ضابطہ اخلاق اشتہارات، پیمرا قواعد، مجریہ ۲۰۰۹ء، ۱٦۔

۵۰۔ روزنامہ پاکستان، ۱۴ ستمبر ۲۰۱۵، ۹۔